پہلی امتوں کے نظامِ خانقہی میں ان روحانی خواتین کا وجود ملتا ہے جن کے بعد خانقاہی چھتروں کے واڑے میں ایسی گندگی نے جنم لیا کہ شیطان بھی دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ نئے رنگیلے شاہ اسی قسم کی روحانی بیویوں کی تلاش میں دوڑ دوڑ کر اس کے حلقہ میں داخل ہونے کی کوشش میں لگ گئے ہوں کہ:

ع اک برہمن نے کہا ہے کہ سال اچھا ہے

ہمارے نزدیک ملک وملت کی پاکیزگی، طہارت اور عافیت کے خلاف یہ ایک خطرناک سازش ہے، حکومت کو چاہیے کہ پولیس کے ذریعے اس کا اصلی کھوج لگا کر اس کو ملتِ اسلامیہ کے لیے فتنہ بننے سے روکے۔ ہماری نئی نسل پہلے ہی اس قسم کی "روحانیت" کے پیچھے مارے مارے پھر رہی ہے۔ اگر اس نے اس کو بھی اپنے خصوصی حاسہ سے سونگھ لیا تو شاید پھر گندگی کا وہ سیلاب بلا ابھرے گا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی روک تھام شائد بعد میں ان کے بس کا روگ بھی نہ رہے۔

تین طلاقیں اس سلسلے میں صحیح یہ ہے کہ:

اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں، مگر تینوں نہیں بلکہ وہ صرف ایک شمار ہوں گی۔ حضور کے زمانے میں یہی قاعدہ تھا۔

عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ (مسلم باب الطلاق الثلاث)

ہاں ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دینا بہت بڑا گناہ ضرور ہے۔

اُخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امرأتہ ثلث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ عزوجل وانا بین اظہرکم (رواہ النسائی)

لیکن گناہ کے باوجود طلاق پڑ جاتی ہے مگر ایک، جیساکہ مسلم کی روایت میں آیا ہے۔ طلاق دراصل دو مسلمانوں کے درمیان انتہائی منافرت کا نتیجہ ہوتی ہے اس لیے اس کو حلال تو کہا گیا ہے مگر ابغض الحلال۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (ابو داؤد) وفی روایۃ ولا خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض ابغض الیہ من الطلاق (دارقطنی)

بہت سے ائمہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زمانہ میں لوگوں کو بریک لگانے کے لیے تو بیشک زجراً اور تعزیراً تینوں کو نافذ کر دیا تھا مگر وہ وقتی بات تھی تاکہ لوگ اسے روز کا مشغلہ نہ بنا لیں۔ ہاں اگر اب پھر یہ صورت پیدا ہو جائے تو